REGD No. L 5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل لاہور

یوم یکشنبہ

شرح چندہ

سالانہ	۲۱ روپے
ششماہی	۱۱ "
سہ ماہی	۶ "
ماہوار	۲ ۱/۴ "

فی پرچہ ۱ /

۴ شوال سنہ ۱۳۶۸ھ

جلد ۳	۳۱ وفا ۱۳۲۸ ھش	۳۱ جولائی ۱۹۴۹ء	نمبر ۱۷۴

میرے اختیارات میں اضافے کی گفتگو میں میری تحریک کا کوئی دخل نہیں

لیک سیکس ۳۰ جولائی۔ کشمیر میں رائے شماری کے مجوزہ منتظم امیرالبحر نمٹز نے ایک اخباری نمائندے کو بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی گفتگو میرے مرتبے میں تبدیلی اور میرے اختیارات میں اضافے کے بارے میں ہو رہی ہے۔ تو اس کی تحریک میری طرف سے نہیں ہوئی بلکہ وہ خود بخود حالات کے تقاضہ کے تحت ہی شروع ہو گئی ہو گی۔ آپ نے کہا کراچی کانفرنس کشمیر کمیشن کے لئے حوصلہ افزا ثابت ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کراچی سے اس وقت تک میرے سیکرٹریٹ کو جو اطلاعات پہنچی ہیں۔ ان سے اس نے کشمیر کے عارضی صلح کی حدوں کی نشاندہی کر لی ہے آپ نے کہا میں خوش ہوں کہ دونوں حکومتوں کے نمائندوں نے باتفاق رائے ایسا تسلی بخش حل کو قبول کیا۔ اور مجھے امید ہے کہ دونوں حکومتیں بھی اب ان حدوں کی توثیق کر دیں گی آپ نے کہا اختلافی امور کو سلجھانے کے سلسلے میں یہ قدم امید افزا ہے۔ آپ نے ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا میرا دفتر کشمیر کے معاملے میں بیکار نہیں بیٹھا ہے۔

آپ نے کہا خط صلح کے کھینچ جانے کے بعد باقی کام صرف ووٹروں کے رجسٹر ہونے اور پناہ گزینوں کے بسنے کا باقی رہ جاتا ہے۔

ووٹروں کے معاملے پر تبصرہ کرتے ہوئے امیرالبحر نمٹز نے کہا بہتر یہ ہو گا۔ کہ ووٹروں کی فہرستوں کی نگرانی غیر جانبدار مبصروں سے کرائی جائے۔

عرب مہاجرین کو آباد کرنے پر اسرائیل کی آمادگی

بیت المقدس ۳۰ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت اسرائیل نے فلسطین کے متعلق آخری سمجھوتہ ہونے سے قبل عرب پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد کو ان کے اپنے گھروں میں دوبارہ آباد کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ یہ پیشکش فلسطینی مصالحتی کمیشن کے اسرائیلی نمائندے نے لوزان میں کی ہے جو یہودیوں کی سابقہ روش سے مختلف ہے۔ پہلے وہ یہ چاہتے تھے کہ آخری فیصلہ ہو جانے کے بعد عرب مہاجرین کو ان کے اپنے گھروں میں دوبارہ آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ عرب نمائندوں نے اس پیشکش پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

— کراچی ۳۰ جولائی ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ پناہ گزینوں کی متروکہ جائداد کے متعلق حال ہی میں جو آرڈیننس جاری کیا گیا تھا۔ اس مہینے کی ۲۷ تاریخ سے پاکستان کی ریاستوں میں بھی اس کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

خیر سگالی مشن حجاز جائے گا

کراچی ۳۰ جولائی۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان حج کے موقعہ پر حجاز کو ایک خیر سگالی کا مشن بھیجے گی۔ جس کے لیڈر خواجہ شہاب الدین ہوں گے۔ دوسرے دو رکن مولانا شبیر احمد عثمانی اور میاں افضل حسین صدر پاکستان پبلک سروس کمیشن ہوں گے۔

کراچی ۳۰ جولائی۔ حکومت پاکستان کے نمائندوں اور روس کے تجارتی وفد کے درمیان آج بھی بات چیت شروع ہوئی۔ ان اشیاء کو خاص طور پر زیر بحث لایا گیا جن کے متعلق معین اعداد و شمار مل سکتے ہیں۔

مغل گئی کے حادثہ میں مشترکہ تحقیقاتی کمیشن نے پاکستان کو بری الذمہ قرار دیدیا

ہوائی جہاز نے جان بوجھ کر فائرنگ نہیں کی تھی

کراچی ۳۰ جولائی۔ مغل گئی کے قریب بمباری کے حادثہ کی مشترکہ تحقیقات کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے نمائندوں پر مشتمل جو وفد مقرر کیا گیا تھا۔ اس کی تحقیقاتی رپورٹ آج شائع کر دی گئی ہے۔ چنانچہ اس رپورٹ میں مشترکہ کمیشن نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس حادثے کی ذمہ داری پاکستان پر عائد نہیں ہوتی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ حادثہ سرحد سے چند سو گز کے فاصلہ پر رونما ہوا تھا۔ اور جو پاکستانی ہوائی جہاز افغانستان کی سرحد پر پرواز کر رہا تھا اس نے جان بوجھ کر فائرنگ نہیں کی۔ بلکہ غلطی سے ایسا ظہور میں آیا۔ افغانستان کے نمائندوں کے بیان کے مطابق اس حادثہ میں ۲۱ آدمی مارے گئے۔ ایک لاپتہ ہے اور چار آدمی زخمی ہوئے پاکستانی نمائندوں نے اس تعداد کو منظور کرنے کے بعد فوراً ہی معاوضہ دینے کے متعلق گفت و شنید پر زور دیا۔ لیکن افغانستان کے نمائندوں نے اس بارے میں فوری طور پر کوئی تصفیہ کرنے سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ جب تک اس قسم کے حادثات میں معاوضہ کی مقدار کے متعلق معلومات حاصل نہیں ہو جاتیں وہ کوئی معین سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ معاوضہ کے متعلق آخری سمجھوتہ کسی اور وقت پر ملتوی کر دیا گیا۔

کشمیر کمیشن کے دو نمائندے کراچی آرہے ہیں۔

سرینگر ۳۰ جولائی۔ اتحادی قوموں کے کشمیر کمیشن نے آج ایک اجلاس میں دو نمائندے نئی دہلی اور کراچی بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے یہ نمائندے لڑائی بند رکھنے کی سرحدوں کے متعلق تصفیہ ہو جانے کے بعد اب عارضی صلح کے سیاسی پہلوؤں پر گفت و شنید کا آغاز کریں گے۔ چنانچہ کمیشن کے کولمبین ممبر مسٹر سمپر اور سیکرٹری جنرل کے ذاتی نمائندے مسٹر کولبن بیر کے روز نئی دہلی روانہ ہو رہے ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر وہ کراچی جائیں گے۔ بعض مسائل کے متعلق جن گفت و شنید کا اب آغاز ہونیوالا ہے۔ اسے نہایت اہم قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ ان مسائل کا اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے حصہ دوم پر عمل سے پہلے طے ہو جانا نہایت ضروری ہے۔

دریاؤں کا جھگڑا بین الاقوامی اصولوں کے مطابق طے کیا جائے

کراچی ۳۰ جولائی۔ دریاؤں کے پانی کے متعلق پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جو جھگڑا چل رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان اس کے بارے میں یہ تجویز پیش کرے گا۔ کہ اس جھگڑے کو ان مسلمہ بین الاقوامی اصولوں کے مطابق طے کر لیا جائے۔ کہ جن کے تحت مختلف ملکوں میں سے گزرنے والے دریاؤں کے بارے میں قوموں کے حقوق معین کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معاملہ حق اور انصاف کی رو سے تسلی بخش طریق پر طے ہو جائے تو دونوں ملکوں کے درمیان جھگڑوں کی ایک بڑی وجہ دور ہو سکتی ہے۔ بین الاقوامی اصولوں کے مطابق سمجھوتہ نہ ہو سکنے کی صورت میں پاکستان کی دوسری تجویز یہ ہو گی۔ کہ اس قضیہ کو بین الاقوامی عدالت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہمیں پوچھ تو لیتے۔

نئی دہلی ۳۰ جولائی۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کراچی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت پاکستان نے تارکین وطن کی متروکہ جائدادوں کے متعلق جو حال ہی میں آرڈیننس پاس کیا ہے۔ حکومت ہندوستان نے اس کے متعلق حکومت پاکستان کو ایک احتجاجی تار ارسال کیا ہے۔ اور اس احتجاج کی بنا یہ رکھی گئی ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے حکومت ہندوستان سے اس بارے میں استصواب کئے بغیر یہ قدم اٹھایا ہے

پرنٹر و پبلشر مسعود احمد صاحب دہلوی نے پنجاب پرنٹنگ پریس موہن لال روڈ میں طبع کرا کر ۳۰ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

قادیان جانے کے لئے اپنا نام پیش کرنیوالے دوست توجہ کریں

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

(۱) جن دوستوں نے قریباً ایک سال ہوا قادیان جانے کے لئے اپنے نام پیش کئے تھے۔ اور پھر گاڑی وغیرہ کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے وہ نہیں جا سکے اور اس کے بعد پرمٹ سسٹم جاری ہو جانے پر ان کی طرف سے درخواستیں بھی پُر کر کے متعلقہ محکمہ میں بھجوائی جا چکی ہیں۔ وہ مہربانی کر کے اپنے موجودہ پتوں سے بہت جلد اطلاع دیں اور اپنے وعدہ کے مطابق بلائے جانے پر قادیان جانے کے لئے تیار رہیں۔

(۲) اس کے علاوہ اگر کوئی مزید دوست قادیان جانے کے لئے اپنا نام پیش کرنا چاہتے ہوں تو وہ بھی دفتر ہذا کو اطلاع دے کر ممنون کریں۔ لیکن یہ خیال رہے یہ جانا مستقل رہائش کی غرض سے ہو گا۔ تاکہ جو دوست قادیان سے واپس آنے والے ہیں انہیں فارغ کیا جا سکے۔ اس غرض کے لئے زیادہ تر قادیان اور اس کے ماحول کے دوستوں کو درخواست دینی چاہیئے۔ دنیا کے دھندوں سے فارغ ہو کر قادیان کے خالص دینی اور روحانی ماحول میں زندگی گذارنے اور خدمت مرکز بجا لانے کا یہ ایک نادر موقع ہے گو یہ انتظام بہرحال حکومت کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی ہو سکے گا۔ فی الحال صرف فہرست مکمل کرنے کا سوال ہے۔

خاکسار:- مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۳۰/۷/۴۹

۲۹ ر رمضان المبارک کی فہرست حضور اقدس کی خدمت میں دعا کیلئے پیش کردی

اللہ تعالیٰ نے جن تحریک جدید کے مجاہدوں کو توفیق بخشی ہے۔ کہ تحریک جدید کے دفتر اول کے پندرھویں سال اور دفتر دوم کے سال پنجم کے وعدے ۲۹ ر رمضان المبارک تک سو فی صدی مرکز ربوہ میں داخل کرلیں، ۲۷ ر رمضان المبارک تک ادا کرنے والے مجاہدین کی ایک فہرست جو ۲۷۶ مجاہدین پر شامل تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ ہوائی ڈاک لاہور سے ارسال کی تا وقت پر حضور کے پیش ہو جائے اس فہرست میں ان احباب کرام کے نام بھی تھے جنہوں نے اطلاع دی تھی کہ ہم نے رقم یہاں ادا کر دی ہے یا یہ کہ بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجا جا رہا ہے۔ ہمارا نام بھی حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کر دیا جائے۔ ایک دوست نے محاسبہ سے ۱۰۰/- اسٹلنگ ارسال کرتے ہوئے بذریعہ تار اطلاع بھیجی ان دوستوں کے لئے بھی دعا کی عرض کی گئی جنہوں نے یہ کوشش کی کہ ان کا ۲۹ ر رمضان المبارک تک سو فی صدی پورا ہو جائے۔ لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ حضور سے دعا کی درخواست ایسے احباب کی بابت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد تر ادائیگی کے سامان فرما دے۔ آمین

۲۸ ر رمضان المبارک تک ادا کرنے والے احباب کے نام بذریعہ ایکسپریس تار کے ذریعہ حضور میں پیش کئے گئے۔ اور ۲۹ ر رمضان المبارک تک جن دوستوں نے ربوہ پہنچکر روپیہ داخل کیا یا بذریعہ ڈاک اطلاع دی ہے ان سب کے نام بذریعہ تار پیش کئے گئے ہیں۔

جن احباب کے نام بذریعہ ہوائی ڈاک یا بذریعہ تاروں کے حضور میں پیش کئے ہیں۔ ان کی فہرست انشاء اللہ تعالیٰ اخبار الفضل میں شائع کر دی جائے گی (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

متفرق

اس عہد کی تہذیب تمام اہرمنی ہے ۔ ہشیار مسافر یہ مقام اہرمنی ہے

اس باغ میں اُڑ دیکھ کے طائر قدسی ۔ غنچہ و صبا۔ دانہ و دام اہرمنی ہے

میری دُنیائے محبت میں تجلّی کر دے ۔ مجھ میں پھر از سرِ نو تو مجھے پیدا کر دے

آبلے توڑ کے گرما دے مرے دل میں لہو ۔ دانہ دانہ کو نچوڑ اتنا کہ صہبا کر دے

علم حق اے شیخ پابندِ زبان دانی نہیں ۔ ساری انشا ہیچ ہے گر فضلِ سبحانی نہیں

یہ ترے قاموس کے طوفان ہیں بیفائدہ ۔ چشمۂ دل میں ترے گر عرش کا پانی نہیں

تڑپتا ہے جنوں رگ رگ میں یارب اذن فرما دے ۔ مجھے بھی کوئی لیلیٰ دے مجھے بھی کوئی صحرا دے

پکڑ کر دل کو ساحل کی طرح بیٹھا رہوں کب تک ۔ مجھے بھی صورتِ موجِ تپاں دریا میں تڑپا دے

تنویر

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں میں احباب ذیل کو عہدہ دار منظور کیا جاتا ہے۔ متعلقہ جماعتیں نوٹ فرمالیں اور اس منظوری کے مطابق سابقہ عہدہ داران سے چارج لیکر کام شروع کر دیں۔ وباللہ التوفیق

(۱) چانڈ پور ڈاکخانہ منگوتارو تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ
- پریزیڈنٹ: میاں محمد اسمٰعیل صاحب
- سیکرٹری مال: میاں محمد حسن صاحب

(۲) جنڈ انوالہ چک ۱۹۵ ر کھ برانچ ڈاکخانہ گٹی ۲۰۲ ر کھ تحصیل ضلع لائل پور
- پریزیڈنٹ: چوہدری غلام مہدی صاحب
- سیکرٹری مال: ماسٹر بشیر احمد صاحب مدرس
- سیکرٹری تعلیم و تربیت، دعوت و تبلیغ: " " "
- سیکرٹری امور عامہ، امام الصلوٰۃ: چوہدری عصمت محمد صاحب

(3) بھکر ضلع میانوالی
- پریزیڈنٹ و آڈیٹر: مہر شیر محمد صاحب سب جج
- جنرل سیکرٹری امام الصلوٰۃ: چوہدری فضل احمد صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول
- سیکرٹری مال: شیخ فضل الٰہی صاحب عرائض نویس

(۴) چک ۱۰۲ فتح ڈاکخانہ چک ۱۰۴ تحصیل چشتیاں ریاست بہاولپور
- پریزیڈنٹ: ملک عبداللہ خان صاحب نمبردار
- سیکرٹری مال: چوہدری نصر اللہ خان صاحب

(5) شیخوپورہ
- سیکرٹری تعلیم و تربیت: قریشی محمد حنیف صاحب
- " امور عامہ: چوہدری محمد شفیع صاحب
- جنرل سیکرٹری: علی اکبر صاحب اے ڈی آئی سکولز

(6) پکا ڈاکخانہ کانڈیوالا ضلع جھنگ
- پریزیڈنٹ: ملک تاج حسین صاحب
- سیکرٹری مال: میاں احمد حسین صاحب
- " تبلیغ: ملک شہزادہ صاحب
- امین: ملک رجادہ صاحب

(7) چک ۳۱ جنوبی ضلع سرگودھا
- پریزیڈنٹ: مولوی احمد خان صاحب
- سیکرٹری مال: " " "
- " دعوۃ و تبلیغ: چوہدری سردار محمد صاحب حلقہ ۳۲ جنوبی

(8) ربوہ ضلع جھنگ
- جنرل سیکرٹری: شیخ محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ
- سیکرٹری امور عامہ: راجہ محمد یعقوب خان صاحب

(9) ملتان
- پریزیڈنٹ:- چوہدری محمد حسین صاحب ہیڈ کلرک ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز ملتان
- جنرل سیکرٹری:- ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نواں شہر ملتان

(۱۰) بصیرپور ضلع منٹگمری
- پریزیڈنٹ:- غلام احمد خان صاحب انچارج ڈسپنسری
- جنرل سیکرٹری: " " "
- امین: " " "
- محاسب: ماسٹر ولی محمد صاحب

(۱۱) چک ۶۳ بہاول کنال متصل بنگلہ کیل والا ڈاکخانہ یزمان منڈی ریاست بہاولپور
- پریزیڈنٹ:- چوہدری عنایت اللہ صاحب باجوہ
- سیکرٹری مال:- چوہدری اکبر علی صاحب

(۱۲) ٹنڈو کوٹ سندھ
- پریزیڈنٹ:- مولوی محمد ملک صاحب
- سیکرٹری مال و امین:- ڈاکٹر سید قبول حسین شاہ صاحب
- " تبلیغ و تربیت:- شیخ عنایت اللہ صاحب

(باقی)

۲۲

خطبہ نمبر ۱۲

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کے سپرد خدمتِ دین کرتا ہے وہی اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہوتے ہیں

ہمارے جدید مرکز ربوہ کے قیام کا سہرا یقیناً نواب محمد الدین صاحب مرحوم کے سر ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۹ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

(مرتبہ :- مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

اس خطبہ سے پہلے کے کئی خطبے شائع نہیں ہوسکے مگر اس کا جلد شائع ہونا چونکہ ضروری ہے۔ اس لئے اسے پہلے شائع کیا جاتا ہے۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ ایک عام اور مشہور بات ہے کہ ہر موقعہ کے لئے اس کے مناسب حال ایک

خاص بات

ہوتی ہے۔ اور ہر زمانہ کے لئے ایک خاص آدمی ہوتا ہے۔ جہاں یہ بات بڑے بڑے امور کے متعلق صحیح ہے وہاں ان سے اتر کر دوسرے اور تیسرے درجہ کے امور کے متعلق بھی صحیح ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام جب دنیا میں آئے۔ تو جو کام اس وقت ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہی حصہ تھا۔ کوئی دوسرا آدمی وہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں جو کام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ وہ آپ کا ہی حق تھا۔ اور کوئی دوسرا آدمی وہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام یا ہندوستان میں حضرت کرشن، حضرت رام چندر اور حضرت بدھ علیہم السلام یا ایران میں حضرت زرتشت علیہ السلام وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں عظیم الشان تغیر پیدا کیا۔ اور یہی نہیں کہ انہوں نے ایک عظیم الشان تغیر پیدا کردیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ کے لحاظ سے وہی لوگ اس کام کے مناسب تھے۔ ان کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی وہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ پھر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

آیا۔ تو اپنے زمانہ میں آپ ہی مفوضہ فرائض کو سرانجام دینے کے لئے سب سے زیادہ مناسب تھے۔ کوئی دوسرا آدمی وہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ جو آپ نے کیا۔ چنانچہ جہاں ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کہ لو کان موسیٰ و عیسےٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ اگر موسےٰ اور عیسےٰ زندہ ہوتے۔ تو انہیں میری اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ یہ معنے کرتے ہیں کہ درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اس زمانہ سے شروع نہیں ہوتی جب آپ پیدا ہوئے بلکہ آپ کی ختم نبوت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہے۔ اور آپ کے ہی مختلف کاموں کے ٹکڑے تھے جو گذشتہ انبیاء پر بطور ارہاص تقسیم کردیئے گئے تھے۔ گویا پہلے انبیاء ایک ایسی بنیاد قائم کرنے کے لئے آئے تھے۔ جس پر

محمدی عمارت

قائم ہوسکے۔ جب گذشتہ انبیاء آپ کی ختم نبوت کو نہیں توڑتے۔ باوجود اس کے کہ آپ ان سے بھی پہلے زمانہ سے خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے ہی کام کے ٹکڑے ان پر تقسیم کئے گئے تھے۔ تو ایسے نبی کے متعلق جو ظاہر طور پر بھی آپ کے اتباع میں سے ہو یہ کہنا کہ وہ آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے غلط ہے وہاں اس حدیث کے ایک یہ معنے بھی ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اس زمانہ کا کام میرے ہی ہاتھ سے ہوسکتا تھا۔ کوئی دوسرا آدمی یہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ اگر موسےٰ اور عیسےٰ بھی زندہ ہوتے۔ تو وہ بھی اس کام کو نہ کرسکتے۔ اور انہیں میرا مددگار بننا کام کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آتا۔ بے شک اس وقت

موسوی کام

بھی جاری تھا۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور بنی اسرائیل آپ کے زمانے میں موجود تھے۔ بے شک اس وقت عیسوی کام بھی جاری تھا۔ چنانچہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہود کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ اور وہ اس وقت موجود تھے۔ مگر باوجود اس بات کے اس زمانہ میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوتے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتے۔ تب بھی جو فضل اس وقت آپ پر ہو رہا تھا ان پر نہ ہوتا۔ اور اس زمانہ میں موسےٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کی قوموں کی اصلاح کا کام بھی آپ کے ہاتھوں سے ہی سرانجام پاتا۔ بے شک وہ دونوں اپنے اپنے وقت کے عظیم الشان نبی تھے۔ اور اپنی قوموں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور ان کی قومیں آپ کے زمانہ میں موجود تھیں۔ لیکن جو کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا۔ وہ اس زمانہ میں نہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کرسکتے تھے۔ اور نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کرسکتے تھے۔ یہ ایک بڑا وسیع اور اہم مضمون ہے۔ جس کو اگر بیان کیا جائے۔ تو ایک کتاب بن سکتی ہے۔

پھر یہ بات انبیاء سے ہی مخصوص نہیں بلکہ ان سے اتر کر بھی اپنے اپنے زمانہ میں ایسے لوگ ملتے ہیں۔ کہ جو کام انہوں نے اس وقت کیا۔ وہ ان کا غیر نہیں کرسکتا تھا۔ مثلاً

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کو ہی لے لو۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ بھی کسی وقت اپنی قوم کی قیادت کریں گے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ آپ کمزور طبیعت صلح کل اور نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جنگوں کو دیکھ لو۔ آپؐ نے کسی بڑی جنگ میں بھی حضرت ابوبکرؓ کو فوج کا کمانڈر نہیں بنایا۔ بے شک بعض چھوٹے چھوٹے غزوات ایسے ہیں جن میں آپ کو افسر بنا کر بھیجا گیا۔ مگر بڑی جنگوں میں ہمیشہ دوسرے لوگوں کو ہی کمانڈر بنا کر بھیجا جاتا تھا اسی طرح دوسرے کاموں میں بھی آپ کو انچارج نہیں بنایا جاتا تھا۔ قرآن کریم کی تعلیم ہے یا قضاء وغیرہ کا کام ہے یہ بھی آپ کے سپرد نہیں کیا گیا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ جب ابوبکرؓ کا وقت آئے گا تو جو کام ابوبکرؓ کرے گا وہ اس کا غیر نہیں کرسکے گا چنانچہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور مسلمانوں میں یہ اختلاف پیدا ہوگیا کہ کون خلیفہ ہو اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آپ خلیفہ ہوں گے۔ آپ سمجھتے کہ حضرت عمرؓ وغیرہ ہی اس کے اہل ہوسکتے ہیں۔ انصار میں جوش پیدا ہوا اور انہوں نے چاہا کہ خلافت انہی میں ہو کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے اسلام کی خاطر قربانیاں کی ہیں اور اب

خلافت کا حق

ہمارا ہے اور ادھر مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک جھگڑا برپا ہوگیا۔ انصار کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو۔ آخر انصار کی طرف سے جھگڑا اس بات پر ختم ہوا کہ ایک خلیفہ مہاجرین میں سے ہو اور ایک خلیفہ انصار میں سے ہو۔ اس جھگڑے کو دور کرنے کے لئے ایک میٹنگ بلائی گئی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اس وقت میں نے سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ بے شک نیک اور بزرگ ہیں۔ لیکن اس گتھی کو سلجھانا ان کا کام نہیں۔ اس گتھی اگر کوئی سلجھا سکتا ہے تو وہ میں ہی ہوں یہاں طاقت کا کام ہے نرمی اور محبت کا کام نہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں میں نے سوچ سوچ کر ایسے دلائل نکالنے شروع کئے۔ جن سے یہ ثابت ہو کہ خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہیئے۔ اور یہ کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو۔ اور ایک مہاجرین میں سے یہ بالکل غلط ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے بہت سے دلائل سوچے اور پھر اس مجلس میں گیا جو اس جھگڑے کو نپٹانے کے لئے منعقد کی گئی تھی حضرت ابوبکرؓ بھی میرے ساتھ تھے میں نے چاہا کہ تقریر کروں اور ان دلائل سے جو میں سوچ کر گیا تھا لوگوں کو قائل کروں۔ میں سمجھتا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اس منزلت اور دبدبہ کے مالک نہیں کہ اس مجلس میں بول سکیں۔ لیکن میں کھڑا ہونے ہی لگا تھا

کہ حضرت ابوبکرؓ نے غصہ سے ہاتھ مار کر مجھے کہا بیٹھ جاؤ۔ اور خود کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

خدا کی قسم

جتنی دلیلیں میں نے سوچی تھیں۔ وہ سب کی سب حضرت ابوبکرؓ نے بیان کر دیں۔ اور پھر اور بھی کئی دلائل بیان کرتے چلے گئے۔ اور بیان کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ انصار کے دل مطمئن ہو گئے۔ اور انہوں نے خلافتِ مہاجرین کے اصول کو تسلیم کر لیا۔ یہ وہی ابوبکرؓ تھا۔ جس کے متعلق حضرت عمرؓ خود بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک دفعہ کسی جھگڑے پر بازار میں آپ کے کپڑے پھاڑ دیئے۔ اور مارنے پر تیار ہو گئے تھے۔ یہ وہی ابوبکرؓ تھا۔ جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کا دل رقیق ہے۔ مگر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو وفات سے قبل آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ عائشہؓ میرے دل میں بار بار یہ خواہش اٹھتی ہے۔ کہ میں لوگوں سے کہہ دوں کہ وہ میرے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا لیں۔ لیکن پھر رک جاتا ہوں۔ کیونکہ میرا دل جانتا ہے۔ کہ میری وفات کے بعد خدا تعالےٰ اور اس کے مومن بندے ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ

رقیق القلب انسان

تھے۔ اور اتنی نرم طبیعت کے تھے۔ کہ ایک دفعہ آپ کو مارنے کے لئے بازار میں حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور انہوں نے آپ کے کپڑے پھاڑ دیئے۔ لیکن وہی ابوبکرؓ جس کی نرمی کی یہ حالت تھی۔ ایک وقت ایسا آیا۔ کہ حضرت عمرؓ آپ کے پاس آئے۔ اور انہوں نے درخواست کی کہ تمام عرب مخالف ہو گیا ہے۔ صرف مدینہ مکہ اور ایک اور چھوٹی سی بستی میں نماز باجماعت ہوتی ہے۔ باقی لوگ نمازیں پڑھتے تو ہیں۔ لیکن ان میں اتنا تفرقہ پیدا ہو چکا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اختلاف اتنا بڑھ چکا ہے۔ کہ وہ کسی کی بات سننے کو تیار نہیں۔ عرب کے جاہل لوگ جو پانچ پانچ چھ چھ ماہ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ یہ لوگ زکوٰۃ کے مسئلہ کو سمجھتے تو ہیں نہیں۔ اگر ایک دو سال کے لئے انہیں

زکوٰۃ معاف کر دی جائے

تو کیا حرج ہے۔ گویا وہ عمرؓ جو ہر وقت تلوار ہاتھ میں لئے کھڑا رہتا تھا۔ اور ذرا سی بات بھی ہوتی۔ تو کہتا یا رسول اللہ حکم ہو۔ تو اسکی گردن اڑا دوں۔ وہ ان لوگوں سے اتنا مرعوب ہو جاتا ہے۔ اتنا ڈر جاتا ہے۔ اتنا گھبرا جاتا ہے۔ کہ ابوبکرؓ کے پاس آکر ان سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ان جاہل لوگوں کو کچھ عرصہ کے لئے زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ ہم آہستہ آہستہ انہیں سمجھا لیں گے۔ مگر وہ ابوبکرؓ جو اتنا رقیق القلب تھا۔ کہ

حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ انہیں مارنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ اور بازار میں ان کے کپڑے پھاڑ دیئے تھے۔ اس نے اس وقت نہایت غصہ سے عمرؓ کی طرف دیکھا۔ اور کہا عمرؓ تم اس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو۔ جو خدا اور اس کے رسول نے نہیں کی حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن یہ لوگ

حدیث العہد

ہیں۔ دشمن کا لشکر مدینہ کی دیواروں کے پاس پہنچ چکا ہے۔ کیا یہ اچھا ہوگا۔ کہ یہ لوگ بڑھتے چلے آئیں۔ اور ملک میں پھر طوائف الملوکی کی حالت پیدا ہو جائے۔ یا یہ مناسب ہوگا۔ کہ انہیں ایک دو سال کے لئے زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم۔ اگر دشمن مدینہ کے اندر گھس آئے۔ اور اسکی گلیوں میں مسلمانوں کو تہ تیغ کر دے۔ اور عورتوں کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں۔ تب بھی میں انہیں زکوٰۃ معاف نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ

رسی کا ایک ٹکڑا

بھی بطور زکوٰۃ دیتے تھے۔ تو میں وہ بھی ان سے ضرور وصول کروں گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ عمرؓ اگر تم لوگ ڈرتے ہو۔ تو بے شک چلے جاؤ۔ میں اکیلا ہی ان لوگوں سے لڑوں گا۔ اور اس وقت تک نہیں رکوں گا۔ جب تک یہ اپنی شرارت سے باز نہیں آجاتے۔ چنانچہ لڑائی ہوئی۔ اور آپ ہی فاتح ہوئے۔ اور اپنی وفات سے پہلے پہلے آپ نے دوبارہ سارے عرب کو اپنے ماتحت کر لیا۔ غرض حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی میں جو کام کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ کوئی اور شخص وہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ مگر یہی عمرؓ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک خطرہ کی حالت میں ڈر گئے تھے۔ اور جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ لڑائی کرنے کی بجائے صلح کر لی جائے۔ جب ان کا اپنا زمانہ آتا ہے۔ تو جو کام انہوں نے کیا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ ان کا غیر وہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ وہی ارتداد کے فتنہ سے ڈر جانے والا عمرؓ جب خلافت کے مسند پر آتا ہے۔ اس وقت دنیا میں

دو بڑی سلطنتیں

تھیں۔ آدھی دنیا پر ایران قابض تھا۔ اور آدھی دنیا پر روم کی سلطنت تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وقت میں لڑائیاں ہوئیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پھیل گئیں۔ لیکن پھر بھی وہ اس شدت کو نہیں پہنچی تھیں جس شدت کو وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پہنچیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی۔ کہ ایرانیوں نے مسلمانوں پر چھاپہ مارا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ وقت نازک ہے۔ روم سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اور ایران کی حکومت بھی حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہی ہے۔

اس وقت ہمیں اس جھگڑے کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ ایران سے لڑائی کرنے کا یہ موقع نہیں۔ کیونکہ ایک وقت میں دنیا کی دو بڑی سلطنتوں سے لڑائی کرنا ہمارے لئے آسان نہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ میں اسلام کو ذلیل نہیں ہونے دوں گا۔ میں ایک ہی وقت میں دونوں کا مقابلہ کروں گا۔ ایران میں جس کی

خطرناک شکست

کے بعد جب مسلمانوں کا سارا لشکر تہ تیغ ہو گیا تھا۔ اور باقی لشکر شام کی طرف گیا ہوا تھا۔ مدینہ سے صرف تین سو آدمی مل سکتے تھے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ میں ان تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر ہی ایران کا مقابلہ کرنے کے لئے جاؤں گا۔ مگر اس وقت حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کے اصرار کے بعد آپ خود جانے سے رک گئے۔ مگر تھوڑے سے لشکر کو ایران کا مقابلہ کرنے کے لئے بھجوا دیا۔ پھر

حضرت عثمانؓ کا زمانہ

آیا۔ تو وہ بھی اپنے وقت کے بہترین انسان ثابت ہوئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ وہ شہید ہوئے۔ لیکن ان کی شہادت کے واقعات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے سینے میں ایک مضبوط دل تھا۔ اور ان کے اندر وہ دلیری اور حوصلہ پایا جاتا تھا۔ جو عام انسانی برداشت سے بالکل باہر ہے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں جو کام کیا۔ وہ درحقیقت حضرت علیؓ کا ہی حصہ تھا۔ اور کوئی دوسرا شخص اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔ خوارج کے فتنہ کا عملی اور علمی مقابلہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ وہ ایک بے نظیر کام ہے۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے سرداری کی۔ اور اپنے اپنے وقت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی کلی طور پر نیابت کی۔ لیکن اس قسم کے اور واقعات بھی کثرت سے چھوٹے صحابہؓ میں پائے جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جہاں علم دین کے ماہر تھے۔ وہاں آپ کو

علم النفس

میں بھی کمال کی دسترس حاصل تھی۔ آپ جانتے تھے۔ کہ کس طرح قوموں کو بیدار کیا جاتا ہے۔ اور کس طرح انہیں کارہائے نمایاں دکھانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ آپ بعض دفعہ مثلاً تلوار ہاتھ میں لے لیتے۔ اور صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کرتے۔ یہ تلوار ہے۔ کون ہے

جو اس تحفہ کا حق ادا کرے۔ صحابہؓ باری باری کھڑے ہوتے۔ اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کرتے۔ آخر آپ ان میں سے اس شخص کو پہچان لیتے۔ جو اس تلوار کا حق ادا کرنے والا ہوتا۔ اور اسے وہ تلوار عنایت کر دیتے۔ پھر وہ لوگ عجیب عجیب قسم کی قربانیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسی قربانیاں کہ ان واقعات کو پڑھ کر دل میں ایک خاص جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور مردہ رگوں میں بھی زندگی کا خون دوڑنے لگتا ہے۔ پھر یہی واقعات

دنیا کی عام تاریخ

میں بھی ملتے ہیں۔ غرض ہر کارے و ہر مردے اور ہر وقتے و ہر سخنے بڑا ہی صحیح مقولہ ہے۔ خدا تعالےٰ اپنی ساری برکتیں کسی ایک شخص کے لئے مخصوص نہیں کر دیتا۔ اس کی نظرِ عنایت ہزاروں ہزار پر ہے۔ کسی موقعہ پر وہ کسی کو آگے آنے کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور کسی وقت کسی کو آگے آنے کا موقعہ دے دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کتنی زیادہ مالی قربانی کرنے والے تھے۔ لیکن ایک دفعہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو ایک جنگ کی تیاری کے لئے روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی ہے جو اپنے مال سے جنت خریدنا چاہے۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو موقع دے دیا۔ اور آپ نے اپنا اکثر مال رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ وہ مال کوئی بارہ ہزار دینار کے قریب تھا۔ جو آجکل کے لاکھوں روپے کے برابر ہے۔ غرض ہر وقت اور ہر زمانہ کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا مخصوص شخص ہوتا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسی برکات حاصل ہو جاتی ہیں۔ کہ وہ اپنے زمانہ کے لئے بطور یادگار بن جاتا ہے۔

اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبعوث ہوئے۔ آپ کے ماننے والوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے دین کی خاص خدمت کی۔ اور اسکی خاطر وہ وہ قربانیاں کیں۔ جنہیں دیکھ کر ہماری قوم تا قیامت زندہ رہ سکتی ہے۔ کوئی شخص جب سید عبداللطیف صاحبؓ شہید کی قربانیوں کو دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا میں بھی عبداللطیف شہید بنوں گا۔ کوئی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واقعات زندگی کو دیکھے گا۔ تو اس کے اندر آپ جیسا انسان بننے کی خواہش موجزن ہو گی۔ کوئی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات کو پڑھے گا۔ تو وہ ان جیسا بننے کی کوشش کریگا۔ کوئی مولوی برہان الدین صاحب اور مولوی محمدؐ عبداللہ صاحب سنوری رضؓ کے واقعات پڑھے گا۔ تو کہے گا۔ کہ کاش

وہ بھی ان جیسا بن جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض لوگوں نے بعد میں ٹھوکریں بھی کھائیں۔ لیکن ہم ان کی قربانیوں اور ان کے بے مثال کارناموں کو بھول نہیں سکتے۔ خدا تعالےٰ جیسا چاہے ان سے معاملہ کرے۔ ہمارا کام یہی ہے کہ ان کی قربانیوں کو نہ بھولیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب نے بیشک بعد میں ٹھوکر کھائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیغامی ہو گئے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ان کی دینی خدمات اور قربانیوں کی وجہ سے حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے خاص محبت تھی۔ میں نے کئی دفعہ رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ کہ وہ دوسرے لوگوں کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ لیکن

شیخ رحمت اللہ صاحب

کی طرف کنکھیوں سے محبت سے دیکھ رہے ہیں ان کے متعلق میں نے بھی ایک رؤیا دیکھا تھا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ ٹھوکر کھا جائینگے پس گو انہیں بعد میں ٹھوکر لگی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ انہوں نے اپنے وقت میں دین کی خاطر قربانیاں کی ہیں۔ ان سے پہلے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی نے قربانی کا بے نظیر نمونہ دکھایا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپ کے ماننے والوں میں سے کئی ایسے لوگ پیدا ہوتے۔ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں دین کے لئے عظیم الشان قربانیاں کیں جو آنے والے جب بھی ان کے واقعات پڑھینگے اور دیکھیں گے۔ کہ انہوں نے دین کی خاطر بے مثال خدمتیں کی ہیں اور خدا تعالےٰ کا خاص فضل ان پر نازل ہوا ہے تو ان میں بھی ان کی نقل کرنیکی خواہش پیدا ہوگی۔ پھر

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا زمانہ

آیا۔ وہ زمانہ زیادہ تر اساس یعنی خلافت کے قیام کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا ٹھوس کام جو جماعت کی تبلیغی ترقی کے ساتھ وابستہ ہوتا۔ نہیں ہوا۔ بلکہ سارا وقت اندرونی لڑائیوں اور آپس کے جھگڑوں میں ہی گزر گیا۔ مگر بہر حال اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس زمانہ میں بھی جماعت نے ترقی کی۔ اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی۔ اور خصوصاً ہائی سکول کی تعمیر ایک نمایاں کام تھا۔ اس زمانہ میں زیادہ تر اندرونی فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مجھے ہی جنگ کرنی پڑی اور اس وجہ سے مخالفین اور فتنہ پرداز لوگوں کے ان حملوں کا جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور ان کی تائید کرنے والے لوگوں پر کئے گئے زیادہ تر میں ہی ہدف رہتا تھا۔ پھر

میرا زمانہ

آیا جس میں عام طور پر غیروں نے سمجھ لیا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ سب کام ایک بچے کے ہاتھ میں چلا گیا ہے۔ سلسلہ کے سپرد فتح دنیا کا کام ہے اور کام ایک غیر تعلیم یافتہ اور ناتجربہ کار بچے کے سپرد ہو گیا ہے۔ جس نے بڑے بڑے کام نہیں کئے۔ میں بتا چکا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا زمانہ زیادہ تر خلافت کے قیام کا زمانہ تھا۔ لیکن اب خلافت کے کام کا زمانہ شروع ہو رہا تھا۔ اس زمانہ میں خلافت کی بنیادوں پر عمارت کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور مختلف لوگوں کو مختلف رنگوں میں خدمت دین کا موقعہ ملا۔ ابتدائی زمانہ میں میں سمجھتا ہوں کہ جو کام

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضؓ

کو کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ کسی اور کو نہیں ملا۔ وہ صفِ اول کے جرنیل تھے۔ انہوں نے مخالفین خلافت سے متواتر مباحثات کئے اور ان پر خلافت کی ضرورت اور اہمیت واضح کی ——— دینوی لحاظ سے

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب

کو بہت سے کاموں کے کرنے کا موقع ملا۔ وہ زیادہ تر قادیان میں نہیں رہے۔ لیکن پھر بھی انہیں توفیق ملی اور دین کی اشاعت میں لگے رہے۔ انہوں نے میرے مختلف مضامین اور کتب کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ سلسلہ کے مقدمات مفت کئے سلسلہ کے کاموں کے لئے افسروں اور دیگر عظماء سے ملتے رہے اور اس طرح اشاعت سلسلہ میں نمایاں حصہ لیا۔ درمیان میں کئی اور بھی فتنے اٹھے کسی میں میر محمد اسحاق صاحبؓ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اور کسی میں مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ میں جماعت احمدیہ کا مشن مفتی محمد صادق صاحب نے قائم کیا۔ انگلستان میں یہ کام چوہدری فتح محمد صاحب نے کیا اور مغربی افریقہ میں مشن قائم کرنے کا سہرا

مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ

کے سر رہا۔ یہ لوگ صرف مبلغ نہیں تھے۔ بلکہ وہ لوگ تھے۔ جنہیں غیر معمولی حالات میں کام کرنا پڑا خصوصاً انگلستان اور امریکہ میں نہایت نامساعد حالات تھے۔ جب چوہدری فتح محمد صاحب انگلستان تشریف لے گئے۔ اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب وہاں چھائے ہوئے تھے اور ان کے سامنے چوہدری صاحب کی مثال درخت کے نیچے بدبھیڑے کی سی تھی۔ لیکن ان حالات کے باوجود چوہدری صاحب نے انتھک محنت کے بعد وہاں مشن قائم کیا اور ایسے طور پر کیا کہ ہمیں احساس ہو گیا کہ اسے آئندہ بھی جاری رکھنا چاہیئے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر چوہدری صاحب وہاں نہ جاتے۔ تو ہم انگلستان میں تبلیغی کام جاری نہ رکھ سکتے۔ امریکہ میں

مفتی محمد صادق صاحب

گئے اور انہوں نے عظیم الشان کام کیا۔ امریکہ میں ہم مسجد بنانا چاہتے تو شاید آج تک بھی نہ بنا سکتے۔ مفتی صاحب نے وہاں خود ہی ایک مکان بے پوچھے لے لیا۔ اور اس کا نام مسجد رکھدیا۔ اور پھر ہمیں لکھدیا کہ میں نے اس اس طرح کیا ہے۔ اس کے بعد ہم اسکو قائم رکھنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ اسی طرح شام میں مولوی جلال الدین صاحب شمس نے کام کیا ہے اور پھر انہوں نے فلسطین میں بھی جماعت کو قائم کیا یا پھر دوبارہ چوہدری فتح محمد صاحب کو فتنہ ارتداد کے وقت ملکانہ میں کام کرنا پڑا۔ پیغامی فتنہ کے وقت صدر انجمن احمدیہ کی مضبوطی کا کام کرنے کا موقعہ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم کو ملا۔ غرض متفرق اوقات میں متفرق کام نکلتے ہیں۔ جو چند مخصوص آدمی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور آدمی وہ کام نہیں کر سکتا جماعتی طور پر ہم پر

ایک بہت بڑا ابتلاء

۱۹۴۷ء میں آیا اور الٰہی تقدیر کے ماتحت ہمیں قادیان چھوڑنا پڑا۔ شروع میں میں سمجھتا تھا کہ جماعت کا جرنیل ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ قادیان میں لڑتا ہوا مارا جاؤں ورنہ جماعت میں بزدلی پھیل جائے گی۔ اور اس کے متعلق میں نے باہر کی جماعتوں کو چٹھیاں بھی لکھ دی تھیں۔ لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مطالعہ سے مجھ پر یہ امر منکشف ہوا کہ ہمارے لئے

ایک ہجرت مقدر ہے

اور ہجرت ہوتی ہی لیڈر کے ساتھ ہے ویسے تو لوگ اپنی جگہیں بدلتے ہی رہتے ہیں۔ مگر اسے کوئی ہجرت نہیں کہتا۔ ہجرت ہوتی ہی لیڈر کے ساتھ ہے۔ پس میں نے سمجھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی مصلحت یہی ہے کہ میں قادیان سے باہر چلا جاؤں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مطالعہ سے میں نے سمجھا۔ کہ ہماری ہجرت یقینی ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ مجھے قادیان چھوڑ دینا چاہیئے۔ تو اس وقت لاہور فون کیا گیا کہ کسی نہ کسی طرح ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا جائے۔ لیکن آٹھ دس دن تک کوئی جواب نہ آیا اور جواب آیا بھی تو یہ کہ حکومت کسی قسم کی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے سے انکار کرتی ہے۔ اسلئے کوئی گاڑی نہیں مل سکتی۔ میں اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ الہامات کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے ایک الہام نظر آیا۔

"بعد گیارہ"

میں نے خیال کیا۔ کہ گیارہ سے مراد گیارہ تاریخ ہے۔ اور میں نے سمجھا کہ شاید ٹرانسپورٹ کا انتظام قمری گیارہ تاریخ کے بعد ہوگا مگر انتظار کرتے کرتے عیسوی ماہ کی ۲۸ تاریخ آگئی۔ لیکن گاڑی کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ ۲۸ تاریخ کو اعلان ہو گیا کہ ۳۱ اگست کے بعد ہر ایک حکومت اپنے اپنے علاقہ کی حفاظت کی خود ذمہ دار ہوگی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ انڈین یونین اب مکمل طور پر قادیان پر قابض ہو گئی ہے۔ میں نے اس وقت خیال کیا۔ کہ اگر مجھے جانا ہے۔ تو اس کے لئے فوراً کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ قادیان سے نکلنا محال ہو جائے گا۔ اور اس کام میں کامیابی نہیں ہو سکے گی۔ ان لوگوں کے مخالفانہ ارادوں کا اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ ایک

انگریز کرنل

جو بٹالہ لگا ہوا تھا۔ میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ مجھے ان لوگوں کے منصوبوں کا علم ہے جو کچھ یہ ۳۱ اگست کے بعد مسلمانوں کے ساتھ کریں گے۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ باتیں کرتے وقت اس پر رقت طاری ہو گئی۔ لیکن اس نے جذبات کو دبا لیا اور منہ ایک طرف پھیر لیا۔ جب میں نے دیکھا کہ اب گاڑی وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور میں سوچ رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "بعد گیارہ" سے کیا مراد ہے۔ تو مجھے میاں بشیر احمد صاحب کا پیغام ملا کہ میجر جنرل نذیر احمد صاحب کے بھائی میجر بشیر احمد صاحب ملنے کے لئے آئے ہیں۔ دراصل یہ ان کی غلطی تھی۔ وہ میجر بشیر احمد صاحب نہیں تھے۔ بلکہ ان کے دوسرے بھائی

کیپٹن عطاء اللہ صاحب

تھے۔ جب وہ ملاقات کے لئے آئے۔ تو میں حیران تھا۔ کہ یہ تو میجر بشیر احمد نہیں۔ ان کے چہرے پر تو چیچک کے داغ ہیں۔ مگر چونکہ مجھے ان کا نام میجر بشیر احمد ہی بتایا گیا تھا۔ اس لئے میں نے دوران گفتگو میں جب انہیں میجر کہا۔ تو انہوں نے کہا۔ میں میجر نہیں ہوں کیپٹن ہوں۔ اور میرا نام بشیر احمد نہیں۔ بلکہ عطاء اللہ ہے کیپٹن عطاء اللہ صاحب کے متعلق پہلے سے میرا یہ خیال تھا۔ کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے زیادہ مخلص ہیں اور میں سمجھتا تھا کہ اگر خدمت کا موقعہ مل سکتا ہے تو اپنے بھائیوں میں سے یہی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

میں نے اُنہیں حالات بتائے اور کہا کہ کیا وہ سواری اور حفاظت کا کوئی انتظام کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ میں آج ہی واپس جاکر کوشش کرتا ہوں۔ ایک جیپ میجر جنرل نذیر احمد کو ملی ہوئی ہے۔ اگر وہ مل سکی۔ تو وہ اور کا انتظام کرکے میں آؤں گا۔ کیونکہ تین گاڑیوں کے بغیر پوری طرح حفاظت کا ذمہ نہیں لیا جا سکتا کیونکہ ایک جیپ خراب بھی ہو سکتی ہے اور اس پر حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ تین گاڑیاں ہوں تا سب خطرات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ یہ باتیں کرکے وہ واپس لاہور گئے۔ اور گاڑی کے لئے کوشش کی مگر

میجر جنرل نذیر احمد صاحب

کی جیپ اُنہیں نہ مل سکی۔ وہ خود کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ آخر اُنہوں نے نواب محمد الدین صاحب مرحوم کی کار لی۔ اور عزیز منصور احمد کی جیپ۔ اسی طرح بعض اور دوستوں کی کاریں حاصل کیں اور قادیان چل پڑے۔ دوسرے دن ہم نے اپنی طرف سے ایک اور انتظام کرنے کی بھی کوشش کی۔ اور چاہا کہ ایک احمدی کی معرفت کچھ گاڑیاں مل جائیں۔ اُس دوست کا وعدہ تھا۔ کہ وہ ملٹری کو ساتھ لیکر آٹھ نو بجے قادیان پہنچ جائیں گے۔ لیکن وہ نہ پہنچ سکے۔ یہاں تک کہ دس بج گئے۔ اُس وقت مجھے یہ خیال آیا۔ کہ شاید گیارہ سے مراد گیارہ بجے ہو۔ اور یہ انتظام گیارہ بجے کے بعد ہو۔ میاں بشیر احمد صاحب جن کے سپرد ان دنوں ایسے انتظام تھے۔ اُن کے بار بار پیغام آتے تھے کہ سب انتظام رہ گئے ہیں۔ اور کسی میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ میں نے اُنہیں فون کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے الہام "بعد گیارہ" سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ گیارہ بجے کے بعد کوئی انتظام ہو سکے گا۔ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ اس سے گیارہ تاریخ مراد ہے۔ لیکن اب میرا خیال ہے کہ شاید اس سے مراد

گیارہ بجے کا وقت

ہے۔ میرے لڑکے ناصر احمد نے بھی جس کے سپرد باہر کا انتظام تھا۔ مجھے فون کیا کہ تمام انتظامات فیل ہو گئے ہیں۔ ایک بدھ فوجی افسر نے کہا تھا۔ کہ خواہ مجھے سزا ہو جائے میں ضرور کوئی نہ کوئی انتظام کروں گا اور اپنی گارد ساتھ روانہ کروں گا۔ لیکن عین وقت پر اُسے بھی کہیں اور جگہ جانے کا آرڈر آگیا۔ اور اُس نے کہا۔ میں اب مجبور ہوں۔ اور کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتا۔ آخر گیارہ بج کر پانچ منٹ پر میں نے فون اُٹھایا اور چاہا کہ ناصر احمد کو فون کروں۔ کہ ناصر احمد نے کہا کہ میں فون کرنے ہی والا تھا۔ کہ کیپٹن عطاء اللہ یہاں پہنچ چکے ہیں۔ اور گاڑیاں بھی آگئی ہیں۔ چنانچہ ہم کیپٹن عطاء اللہ صاحب کی گاڑیوں میں

قادیان سے لاہور پہنچے

یہاں پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا۔ کہ میرے سامنے ایک درخت۔ کو اُکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں۔ بلکہ ایک باغ کو اُکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے ہمیں اس بات کی شدید ضرورت ہے۔ کہ فوراً ایک نیا مرکز بنایا جائے۔ جہاں قادیان کے لوگوں کو آباد کیا جائے۔ اور مرکزی دفاتر بھی بنائے جائیں۔ اس کے لئے اور میرے آئندہ پروگرام کے طے کرنے کے لئے سات ستمبر ۴۷ء کو ایک میٹنگ بلائی گئی لیکن شہر کو دوسری جگہ پر بسانا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ بلکہ اس کے لئے انتہائی محنت کی ضرورت تھی۔ یہ جماعت پرندوں کی تو تھی نہیں۔ کہ ایک جگہ سے اُڑ کر دوسری جگہ پر جا بیٹھتی بلکہ ایک مرکز رکھنے والی جماعت تھی۔ اسے ایک ایسے مرکز کی ضرورت تھی۔ جہاں جماعت پھر اپنی بنیادوں پر کھڑی ہو سکے۔ جس طرح میرے قادیان سے نکلنے کا کام کیپٹن عطاء اللہ صاحب کے ہاتھ سے سرانجام پاتا تھا۔ اسی طرح ایک نئے مرکز کا قیام ایک دوسرے آدمی کے سپرد تھا۔ جو پیچھے آیا۔ اور کئی لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ میری مراد

نواب محمد الدین صاحب مرحوم

سے ہے۔ جن کی اسی ہفتہ میں وفات واقع ہوئی ہے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اُن کی خدمات کی وجہ سے ربوہ میں کوئی ایسا نشان مقرر کیا جائے۔ جس کی وجہ سے جماعت ہمیشہ اُن کی قربانیوں کو یاد رکھے اور اس بات کو مت بھولے۔ کہ کس طرح ایک اسی سالہ بوڑھے نے جو محنت اور جفاکشی کا عادی نہیں تھا۔ جو ڈپٹی کمشنر اور ریاست کا وزیر رہ چکا تھا جو صاحب جائداد اور متمول آدمی تھا ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۹ء کے شروع تک باوجود اس کے کہ اس کی طبیعت اتنی مضمحل ہو چکی تھی۔ کہ وہ طاقت کا کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ اپنی صحت اور اپنے آرام کو نظر انداز کرتے ہوئے

رات اور دن ایک کر دیا

اس لئے کہ کسی طرح جماعت کا نیا مرکز قائم ہو جائے۔ سینکڑوں دفعہ وہ افسروں سے ملے۔ ان سے جھگڑے کئے۔ لڑائیاں کیں منتیں اور خوشامدیں کیں اور پھر مرکز کی تلاش کے لئے بھی پھرتے رہے انہیں اس کام میں اتنا انہماک تھا کہ ایک دفعہ میں اکیلا ربوہ گیا اور انہیں اطلاع نہ دی۔ میں نے سمجھا وہ ضعیف العمر آدمی ہیں انہیں تکلیف نہ دی جائے۔ ان کو ریٹائر ہوئے بھی بائیس سال ہو چکے تھے ۱۹۲۶ء میں میں جب مالیر کوٹلہ گیا تو وہ وہاں منسٹر تھے۔ جب میں واپس آیا تو انہوں نے کہا ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ اس دفعہ میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکا۔ مجھے بھی اطلاع دیتے تو میں ساتھ چلا جاتا۔ میں نے کہا صرف آپ کی تکلیف کے خیال سے میں نے آپ کو اطلاع نہیں بھجوائی تھی۔ انہوں نے کہا میری تو خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ جاتا اور اب نہ جانے کی وجہ سے مجھے انتہائی رنج ہوا۔ غرض اس کام کے لئے انہوں نے دن رات ایک کر دیا تھا اور یقیناً اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی موزوں آدمی تھے۔ ہمارے مرکز کا قائم ہونا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بڑی اہم چیز ہے۔ اگر ہمارا نیا مرکز کامیاب ہوگا اور ہمیں یقین ہے کہ وہ کامیاب ہوگا تو یہ ایک ویسی ہی اہمیت رکھنے والی چیز ہوگی جیسے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبی مرکزوں کی تعمیر اہمیت رکھتی تھی۔ مقاماتِ مرکزی کا قیام ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ

ہمارے جدید مرکز کے قیام کا سہرا

یقیناً نواب محمد الدین صاحب مرحوم کے سر پر ہے اور یہ عزت اور رتبہ انہی کا حق ہے۔ جب تک یہ جماعت قائم رہے گی لوگ ان کے لئے دعائیں بھی کریں گے اور ان کی قربانی کو دیکھ کر نوجوانوں کے دلوں میں یہ جذبہ بھی پیدا ہوگا کہ وہ ان جیسا کام کریں۔ کجا ایک بوڑھا بیمار اور کمزور آدمی اور کجا اس کی یہ حالت کہ وہ دن کو بھی وہاں موجود ہے اور رات کو بھی وہیں موجود ہے اور رپورٹیں پیش کر رہا ہے کہ آج میں فلاں سے ملا تھا آج فلاں سے ملا تھا ۔ اب بھی جب وہ مری میں تھے وفات سے دس دن پہلے انہوں نے مجھے لکھا کہ اب ربوہ میں تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے اور چونکہ یہ کام نگرانی چاہتا ہے اور میری صحت ٹھیک ہو گئی ہے اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ربوہ چلا جاؤں اور کام میں مدد دوں۔ غرض ہر کارے و ہر مردے سینکڑوں کام ہوتے ہیں۔ لیکن بہت برکت والا ہوتا ہے وہ آدمی جس سے کوئی ایسا کام ہو جائے جو اپنے اندر

تاریخی عظمت

رکھتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کام کا ان کے ہاتھ سے ہونا ان کی کسی بہت بڑی نیکی کی وجہ سے تھا۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پیچھے آئے مگر آگے گذر گئے۔

بیعت سے پہلے وہ احمدیت کے قائل تو تھے۔ چنانچہ جب وہ دہلی میں افسر مال لگے ہوئے تھے اور میر قاسم علی صاحبؓ وہاں تھے تو انہوں نے اپنے لڑکے چوہدری محمد شریف صاحب وکیل کی بیعت کروا دی تھی لیکن خود بیعت نہیں کرتے تھے۔ غالباً ۱۹۲۷ء میں انہوں نے بیعت کی ہے۔ مجھے یاد ہے جب انہوں نے بیعت کی تو ساتھ یہ درخواست کی کہ میری بیعت ابھی مخفی رہے انہوں نے کہا میں ریٹائر ہو چکا ہوں اور اب ملازمتیں ریاستوں میں ہی مل سکتی ہیں۔ اس لئے اگر میری بیعت ظاہر نہ ہو تو ملازمت حاصل کرنے میں سہولت رہے گی۔ جب وہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اس وقت وہ

ریاست مالیر کوٹلہ

یا جے پور میں ملازم تھے۔ بیعت کو کے وہاں جانے کی بجائے شملہ چلے گئے۔ میں بھی چند دنوں کے لئے شملہ گیا اور انہوں نے مجھے دعوت پر بلایا اور کہا۔ اور تو میں کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ تو کر سکتا ہوں کہ دعوت پر بڑے بڑے آدمیوں کو بلاؤں اور آپ کا واقف کرا دوں اور مجھے ثواب مل جائے گا۔ میں دعوت پر چلا گیا انہوں نے بڑے بڑے آدمی بلائے ہوئے تھے۔ میں اس انتظار میں تھا کہ کوئی اعتراض کرے اور میں اس کا جواب دوں کہ وہ کھڑے ہو گئے اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تقریر میں انہوں نے کہا۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ امام جماعت احمدیہ یہاں تشریف لائے ہیں۔ جو شخص

کسی قوم کا لیڈر

ہوتا ہے ہمیں اس کا احترام کرنا چاہیئے۔ وہ ہمیں دین کی باتیں سنائیں گے خواہ ہم مانیں یا نہ مانیں ان سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔ اس طرح تھوڑی دیر وہ تقریر کرتے رہے۔ دو تین منٹ کے بعد وہ تقریر کرتے ہوئے یکدم جوش میں آگئے اور کہنے لگے۔ اس زمانہ میں ایک شخص آیا اور وہ کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اگر آپ لوگ اسے نہیں مانیں گے تو آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب آجائے گا۔ جب وہ تقریر کر کے بیٹھ گئے تو میں نے کہا۔ دیکھئے نواب صاحب میں نے تو ظاہر نہیں کیا کہ آپ احمدی ہیں۔ آپ نے تو خود ہی ظاہر کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگے مجھ سے رہا نہیں گیا۔ میں نے کہا۔ میں تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ

سچی احمدیت چھپی نہیں رہتی

آپ خواہ کتنا بھی چھپائیں یہ ظاہر ہو کر رہے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ چندے باقاعدگی کے ساتھ دیتے تھے مگر جماعتی کاموں میں انہوں نے چند سال پہلے تک کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن یہ موقعہ انہیں ایسا ملا کہ جب تک یہ مرکز قائم رہے گا ان کا نام بطور یادگار دنیا میں لیا جائیگا۔ یہ ضروری نہیں کہ قادیان ہمیں واپس مل جانے پر اس مرکز کی اہمیت کم ہو جائے۔ اوّل تو ہمیں ایک ہی وقت میں کئی مرکزوں کی ضرورت ہے ۔ دوسرے یہ مرکز ایک پیشگوئی کے ماتحت قائم کیا جا رہا ہے۔ اور جو مرکز پیشگوئی کے ماتحت قائم کیا جائے اس میں اور دوسرے مرکزوں میں بہرحال امتیاز ہوتا ہے۔ یہ مقام چونکہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے ماتحت قائم کیا جا رہا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کی

حفاظت کریں گے۔ اور اُس کی برکتیں اس سے وابستہ رہیں گی۔ اور یقیناً اس مقام سے تعلق رکھنے کی وجہ سے

نواب صاحب مرحوم کا نام

بھی قیامت تک قائم رہے گا۔

مجھے چوہدری مشتاق احمد صاحب کا انگلستان سے جو خط ملا ہے۔ اُس میں اُنہوں نے فروری ۱۹۴۹ء کی ایک خواب لکھی ہے۔ جو یہ ہے کہ میں نے رویا میں اُن کی بیوی کلثوم کو دیکھا۔ وہ کہہ رہی ہے کہ باپا جی اتنے بیمار ہوئے۔ لیکن ہمیں کسی نے اطلاع تک نہیں دی۔ چوہدری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بالکل ایسا ہی واقعہ اس وقت ہوا ہے۔ ہمیں اُن کی بیماری کی اطلاع تک نہیں ملی۔ اور ان کی وفات کی خبر بھی صرف آپ کی طرف سے ملی ہے۔ خاندان کے کسی اور فرد کی طرف سے نہیں ملی حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے رشتہ داروں میں سے بھی کسی کو اُن کی بیماری کی خبر نہیں ملی۔ چوہدری اشرف لطیف صاحب وکیل نے مجھے لکھا۔ کہ وفات سے پہلے دن شام کے وقت ڈاکٹر آیا۔ اور اُس نے کہا کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ چوہدری عزیز احمد صاحب جو سب جج ہیں۔ مجھے اطلاع کا خط لکھنے لگے۔ تو والد صاحب نے منع کر دیا۔ اور کہا کیا ضرورت ہے۔ پس خواب میں "ہم" سے مراد صرف کلثوم ہی نہیں تھی بلکہ سارے رشتہ دار مراد تھے۔ میں نے یہ ذکر تفصیل کے ساتھ اس لئے کیا ہے۔ کہ تا اس قسم کے لوگوں کے نیک اعمال آئندہ کے لئے بطور یادگار رہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذکروا موتاکم بالخیر

عام طور پر اس کے یہ معنے کئے جاتے ہیں۔ کہ مُردوں کی برائی بیان نہیں کرنی چاہیئے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں اور اُن کا معاملہ اب خدا تعالیٰ سے ہے۔ یہ معنی اپنی جگہ درست ہیں۔ لیکن درحقیقت اس میں ایک قومی نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے اذکروا الموتیٰ بالخیر نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے "موتاکم" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی اپنے مردوں کا ذکر نیکی کے ساتھ کرو۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے یہ صحابہؓ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے سب صحابی

ستاروں کی مانند

ہیں۔ تم ان میں سے جس کے پیچھے بھی چلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ کیونکہ صحابہؓ میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی خدمت دین کا موقعہ ایسا ملا ہے جس میں وہ منفرد نظر آتا ہے۔ اسی لئے آپ نے "موتاکم" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ کہ تم ان کو ہمیشہ یاد رکھا کرو۔ تا تمہیں یہ احساس ہو۔ کہ ہمیں بھی اس قسم کی قربانیاں کرنی چاہئیں۔ اور تا نوجوانوں میں ہمیشہ قربانی۔ ایثار اور جرأت کا مادہ پیدا ہوتا رہے اور وہ اپنے بزرگ اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں۔

ولادت

خدا تعالیٰ کے فضل سے برادرم شریف احمد بلانی ضلع گجرات کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ دعاگو خاکسار چوہدری بشیر احمد کلرک روزنامہ الفضل لاہور

اجلاس جناب شیخ عبداللطیف صاحب پی سی ایس افسر مال پھالیہ درضلع گجرات بہ اختیارات کلکٹر

نمبر 67

مسمات راج بھری زوجہ گل محمد قوم ترکھان سکنہ ملھو۔ تحصیل کھاریاں

بنام

جگت سنگھ ولد گوردت سنگھ قوم آروڑہ سکنہ ملھو تحصیل کھاریاں

دعویٰ فک الرہن ۲۰ کنال رقبہ موضع ملھو تحصیل کھاریاں

مقدمہ مندرجہ بالا میں مسئول علیہم چونکہ سکونت ترک کر کے مشرقی پنجاب چلا گیا ہوا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اُنہیں کوئی عذر ہو۔ تو مورخہ ۳ / ۸ / ۴۹ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۲۶ / ۷ / ۴۹

دستخط حاکم ......

مہر عدالت ہذا

اجلاس جناب شیخ عبداللطیف صاحب پی سی۔ ایس افسر مال پھالیہ درضلع گجرات

بہ اختیارات کلکٹر

مسماۃ راج بھری زوجہ گل محمد قوم ترکھان سکنہ ملھو تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

بنام

جگت سنگھ ولد گوردت سنگھ قوم اروڑہ سکنہ ملھو تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

دعوےٰ فک الرہن موازی ۲۰ کنال رقبہ موضع ملھو تحصیل کھاریاں

مقدمہ مندرجہ بالا میں مسئول علیہ چونکہ سکونت ترک کر کے مشرقی پنجاب چلا گیا۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر اُنہیں کوئی عذر ہو۔ تو مورخہ ۳ / ۸ / ۴۹ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

دستخط حاکم ......

مہر عدالت

اجلاس جناب شیخ عبداللطیف صاحب افسر مال پھالیہ درضلع گجرات بہ اختیارات کلکٹر

حیات ولد حاکو۔ حیدر و رحماں پسران بڈھا۔ شیر محمد ولد محمد اقوام جٹ سکنہ سیدا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

بنام

ہربنس سنگھ۔ گیان سنگھ و بھاگ سنگھ پسران نہال چند۔ سروارا سنگھ ولد شام سنگھ۔ ہری سنگھ ولد دیوی دتہ اقوام اروڑہ سکنہ سیدا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

دعویٰ فک الرہن

مقدمہ مندرجہ بالا میں مسئول علیہم چونکہ سکونت ترک کر کے مشرقی پنجاب چلے گئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر اُنہیں فک الرہن میں کوئی عذر ہو۔ تو مورخہ ۵ / ۸ / ۴۹ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۱۸ / ۷ / ۴۹

دستخط حاکم ......

مہر عدالت

مشرق وسطی میں برطانوی نمائندوں کی کانفرنس ختم ہوگئی

برطانوی وزارت خارجہ کی طرف سے اعلان

لنڈن ۳۰ جولائی۔ مشرق وسطی کی ریاستوں میں برطانوی نمائندوں کی کانفرنس ختم ہوجانے کے بعد دفتر خارجہ نے ایک سرکاری اعلان جاری کیا ہے اس میں کہا گیا ہے۔ عالمگیر صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرق وسطی کی پوزیشن پر غور کیا گیا اور ایسی صورت حال پیدا کرنے پر جو مشرق وسطی کے ممالک کے لئے نہایت اہم ہے اور جو ان کے عوام کی خوشحالی اور پرمسرت زندگی کا باعث ہو عام اتفاق کیا گیا بیان میں عرب مہاجرین کے بارے میں کہا گیا ہے۔ خزانے اور دوسرے متعلقہ شعبوں کے نمائندوں نے ان معاشی اور مجلسی ترقی کے مسائل کے پہلو پر بحث وتمحیص میں حصہ لیا جو مشرق وسطی کے سامنے درپیش ہیں۔ اور خاص طور پر عرب مہاجرین کی امداد اور ان کی آبادکاری سے متعلقہ مختلف سوالات پر غور کیا۔ فوج کے افسران اعلے نے تحفظ کے مسائل پر بحث وتمحیص میں مدد کرنے کے لئے حصہ لیا۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ بحث وتمحیص کا مقصد محدود تھا۔ جب وزیر خارجہ نے کانفرنس بلائی تھی تو ان کو پالیسی میں کوئی بڑی تبدیلی کرنا مقصود نہ تھا۔ اس کا مقصد آزادی کے ساتھ پوری تفصیل سے تبادلہ خیالات کرنا تھا اور یہ مقصد حاصل ہوگیا۔ جو خیالات ظاہر کئے گئے اور سفارشات کی گئیں ہیں وہ عنقریب وزیر خارجہ کے سامنے پیش کردی جائیں گی۔ (اسٹار)

بادشاہ ۱۹۵۱ء میں آسٹریلیا جائیں گے

سڈنی ۳۰ جولائی۔ آسٹریلیا کے ارباب اقتدار کی خواہش ہے کہ بادشاہ کا دورہ ۱۹۵۱ء میں قوم کی سلور جوبلی (جشن سیمیں) کے موقعہ پر ہو۔ شاہ نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ وہ آسٹریلیا کا دورہ کریں گے اور سمجھا جاتا ہے کہ ان کی صحت ۱۹۵۱ء میں اس کی اجازت دے گی۔ آج آسٹریلوی کابینہ نے ایک کمیٹی مقرر کردی ہے جو جوبلی کا پروگرام بنائیگی۔ (اسٹار)

سندھ میڈیکل ایکٹ میں ترمیم

ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کا امتیاز کے خلاف احتجاج

کراچی ۳۰ جولائی۔ کل پاکستان ہومیوپیتھک فیڈریشن کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر بودنے پاشا سندھ لیجسلیٹو اسمبلی کے میڈیکل ایکٹ میں ترمیم کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ اس ترمیم میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ سوائے ایلوپیتھک کے اور کوئی شخص ڈاکٹر کا لفظ استعمال نہیں کرسکتا اور نہ ہی ان کے برابر کوئی ڈگری لکھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر پاشا نے کہا کہ دوسرے طریق علاج کو تباہ کرنے کی یہ غیر مناسب کوشش ہے اور طبی پیشہ میں اجارہ داری کے مترادف ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک گویا مداری اور شعبدہ باز کو اپنے آپ کو ڈاکٹر کہنے کی اجازت ہے لیکن وہ حکیم اپنے آپ کو ڈاکٹر نہیں کہہ سکتا جو ایلوپیتھک نہیں ہے۔

آخر میں ڈاکٹر پاشا نے سندھ گورنمنٹ سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے فیصلہ کو منسوخ کرے اور ہومیوپیتھی اور یونانی طریق علاج کو بھی تسلیم کرے اس سے پاکستان میں طبی امداد کا مسئلہ بھی کافی حد تک حل ہو جائے گا۔ (اسٹار)

برطانیہ میں فصل کی جلد کٹائی

لنڈن ۳۰ جولائی۔ اگرچہ برطانیہ میں معمولاً اوسطاً اگست تک غلہ نہیں کاٹا جاسکتا۔ لیکن ملک بھر میں اس وقت بڑے زور شور سے کٹائی جاری ہے۔

اس کا سبب برطانیہ میں شدید گرمی کی لہر ہے اس کی وجہ سے گیہوں کی فصل جلد تر پک گئی ہے۔ کسانوں کا اندازہ ہے کہ اگر موسم اچھا رہا تو آئندہ چند دنوں میں کئی ہزار ٹن غلہ کاٹ لیا جائے گا۔ (اسٹار)

پاکستان کی دی ہوئی دعوت پر لندن کے اخبارات کا تبصرہ

لنڈن ۲۹ جولائی۔ پاکستانی ہائی کمشنر جیف ابراہیم رحمت اللہ نے جو شاہی استقبالیہ منعقد کیا تھا۔ لنڈن کے اخباروں نے اس کو گذشتہ چند سالوں میں ایک نہایت پرتکلف دعوت دی ہے۔ اس موقع ہائی کمشنر اور بیگم رحمت اللہ بادشاہ اور ملکہ ڈیوک اور ڈچز آف گلاسسٹر ۹۳ ممالک کی نمائندگی کرنیوالے سفارتی نمائندے، وزیراعظم اٹیلی اور کابینہ کے وزراء کے میزبان تھے۔ فیڈمیس اسکوائر کے سامنے بہت آدمی جمع ہوگئے تھے۔ جو ساڑھے تین سو مہمانوں کی آمد کو دیکھ رہے تھے۔ استقبالیہ آدھی رات کو ختم ہوا۔ (اسٹار)

برطانوی کارخانوں میں تین ہزار سے زائد ڈاکٹر طبی امداد کا کام کرتے ہیں

ساڑھے آٹھ ہزار نرسیں مقرر ہیں

لنڈن ۳۰ جولائی۔ نیشنل ہیلتھ سروس کے ساتھ ساتھ کارخانوں میں کام کرنے والوں کو طبی امداد بہم پہنچانا حکومت کے پروگرام میں شامل ہے لیکن اس پر عمل بعد میں ہوگا۔ بہرحال برطانوی صنعت کاروں نے رضاکارانہ طور پر طبی امداد کا بندوبست کیا ہوا ہے۔ جس کے نتائج حال ہی میں وزارت لیبر کی طرف سے بیان کئے گئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ برطانوی کارخانوں میں ڈاکٹروں کی تعداد دس سال پہلے کے مقابلے پر دوگنا ہے اور برطانیہ کے تقریباً نصف مزدوروں کو طبی امداد حاصل ہے۔

پچھلے ایک سو سال سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ کسی مزدور کو نوکری حاصل کرتے وقت طبی سرٹیفکیٹ لینا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں ۱۹۳۹ء میں یہ تعداد صرف ایک سو پانچ تھی۔ صنعتوں میں نرسوں کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جاسکا۔ البتہ چند سال پہلے ساڑھے آٹھ ہزار نرسیں کام کررہی تھیں۔ ان کی خدمات کا جائزہ لئے بغیر طبی امداد کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ بعض چھوٹے کارخانوں میں تو صرف نرسیں ہی کام کرتی ہیں اور ڈاکٹروں کو خاص ضرورت پر ہی بلایا جاتا ہے۔

جس وقت یہ کام نیشنل ہیلتھ سروس کے سپرد ہوگا تو چھوٹے چھوٹے کارخانوں کو اس کا بہت فائدہ ہوگا۔ کیونکہ وہ مالی اعتبار سے اس قابل نہیں کہ ڈاکٹر کا بندوبست کرسکیں۔ برطانیہ میں اس وقت چھوٹے چھوٹے کارخانوں کو ملا کر سب کی تعداد دو لاکھ چوالیس ہزار کے قریب ہے اور اس میں دو لاکھ تین ہزار کے قریب ایسے کارخانے ہیں جن میں پچیس سے بھی کم مزدور کام کرتے ہیں۔ اس وقت ان چھوٹے کارخانوں میں کچھ آپس میں مل کر امداد باہمی کے اصول پر طبی امداد کا مشترکہ انتظام کرتا ہے۔

پہلے پاکستانی گورنر کا خیر مقدم کرنیکی تیاریاں

لاہور ۳۰ جولائی۔ صوبہ مغربی پنجاب کے پہلے پاکستانی گورنر سردار عبدالرب نشتر منگل کی صبح کو پاکستان ایکسپریس کے ذریعہ لاہور تشریف لارہے ہیں۔ شہر کے مسلمانوں کی طرف سے ان کا پرتپاک خیر مقدم کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کی جارہی ہیں۔ جس انداز سے استقبال کی تیاریاں ہورہی ہیں ان کے پیش نظر خیال ہے کہ صوبہ کے پہلے پاکستانی گورنر کا یہ خیر مقدم ایک تاریخی حیثیت اختیار کرجائے گا۔ صوبہ مسلم لیگ کی طرف سے لاہور کے سرکردہ شہریوں کو استقبال میں حصہ لینے کے لئے دعوت نامے ارسال کردیئے گئے ہیں ایک مجلس استقبالیہ بھی بنادی گئی ہے جو صوبہ مسلم لیگ کی طرف سے نئے گورنر کا خیر مقدم کرے گی۔

باہر سے جو اطلاعات موصول ہورہی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ راستے میں بھی جگہ جگہ نئے پاکستانی گورنر سردار عبدالرب نشتر کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ (شعبہ نشر واشاعت صوبہ مسلم لیگ)

قاتل مفرور

کوئٹہ ۳۰ جولائی۔ آج یہاں دن دہاڑے ایک پٹھان نے بھرے بازار میں دوسرے پٹھان کو گولی مار دی۔ قاتل بھاگ گیا اور ابھی تک لاپتہ ہے۔ پولیس تحقیقات کررہی ہے۔ (اسٹار)

پولینڈ کی حکومت اور کلیسا میں کشیدگی

روم ۳۰ جولائی۔ پولینڈ میں حکومت اور کلیسا کے درمیان تعلقات خراب ہوتے جارہے ہیں۔ پولینڈ کی حکومت نے فوراً ہی ملک بھر میں عوام کا ایک قومی کلیسا قائم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کا نظام ان صوبائی پادریوں کی کونسل چلائے گی جنہوں نے حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حال ہی میں سائبیریا میں کمنفارم کا ایک خفیہ اجلاس ہوا تھا۔ یہ کارروائیاں اسی اجلاس کا نتیجہ ہیں۔ پولینڈ میں رومن کیتھولک کلیسا کی آواز کو وسیع پیمانہ پر ضبط کرنیکی سکیم تیار کرلی گئی ہے۔ جو پادری حکومت کی خواہشات پر عمل نہیں کریں گے ان پر سخت ترین ٹیکس لگائے جائیں گے۔ ویٹیکن نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ رومانیہ کے بعض اضلاع میں بے چینی پھیل رہی ہے اور البانیہ کے آرک بشپ کی گرفتاری پر سخت ناراضگی پھیلی ہوئی ہے۔ اور دیہاتیوں اور پولیس کے تصادم کے نتیجہ میں ٹرانسلوینیا میں کچھ کمیونسٹ ہلاک ہوگئے۔ (اسٹار)

جزیرہ پالما میں تباہی

لنڈن ۳۰ جولائی۔ پالما کے جزیرہ سے ہزاروں آدمی بھاگ چکے ہیں۔ کیونکہ تباہی اور بربادی کا کام آگ اور زلزلہ کی وجہ سے ابھی جاری ہے۔ ابھی وہاں زبردست طوفان آنے کی علامات موجود ہیں۔ سمندر کی جانب نصف میل چوڑا لاوے کا دریا بہہ رہا ہے۔ لاوا دیہاتوں کو جلاتا جارہا ہے جو پہلے ہی تباہ ہوچکے ہیں۔ سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ موسم بھی یکایک تبدیل ہوگیا ہے۔ اور تقریباً نصف جزیرہ تباہ ہوچکا ہے اندازہ ہے کہ ایک کروڑ پونڈ کا نقصان ہوچکا ہے۔ (اسٹار)